© rasailojaraid.com

ایمان وعقائد

حافظ صلاح الدین یوسف

رسالتِ محمدیؐ پر ایمان ...... مدارِ نجات!☆

نبی عربی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت پر ایمان لائے بغیر اور آپؐ کے لائے ہوئے دین اسلام کو اختیار کئے بغیر بنی نوعِ انسان کی نجات ممکن نہیں۔ اور اس نجات سے صرف اُخروی نجات ہی مراد نہیں بلکہ حقیقت میں دنیا کی تلخیوں اور مشکلات سے نجات بھی دامن رسالتِ محمدیہؐ سے وابستہ ہونے ہی میں ہے۔ یعنی آپؐ کی رسالت پر ایمان رکھنے والے ہی آخرت میں فوز وفلاح سے ہم کنار ہوں گے۔ قرآنِ کریم نے اسی اُخروی سعادت کو ﴿وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ سے اور ان اہل ایمان و اہل سعادت کو ﴿وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ سے تعبیر کیا ہے۔ اور دنیوی زندگی میں بھی خوش بختی وکامرانی، امن وسکون اور عافیت و بھلائی انہی لوگوں کے حصے میں آئے گی جو شریعتِ محمدیہ کے صحیح پیروکار اور دین اسلام کو مکمل طور پر اپنانے والے ہوں گے۔

اور یہ دعویٰ محض عقیدت ومحبت کی بنیاد پر نہیں ہے، صرف ایک مسلمان ہونے کے ناتے سے نہیں ہے اور کسی خوش فہمی کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ اس کی بنیاد واضح حقائق اور ٹھوس دلائل ہیں، عقل ومنطق کی میزان ہے اور تاریخ و واقعات کی کسوٹی ہے۔

آیئے، دلائل کی بنیاد پر اس دعویٰ کا تجزیہ کیجئے، عقل ومنطق کے تقاضوں پر اس کو پرکھئے اور تاریخ کے معیار سے اس کے غلط یا صحیح ہونے کا فیصلہ کیجئے۔ ذرا اس دعوے کے دلائل اور حقائق ملاحظہ فرمایئے:

قرآن کریم کی صداقت وحقانیت

سب سے پہلی اور بنیادی چیز قرآنِ کریم کی صداقت اور اس کا منزل من اللہ ہونا ہے۔ قرآنِ کریم نے تو اپنی بابت دعویٰ کیا ہے کہ وہ اللہ کا نازل کردہ کلام ہے: ﴿وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الشعراء:۱۹۲) ''اور یہ ربّ العٰلمین کا نازل کردہ ہے'' ...... ﴿ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ (البقرہ:۲) ''یہ وہ کتاب ہے جس کے منزل من اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔'' اس کی صداقت کو پرکھنے کے لئے قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ (البقرۃ:۲۳)

☆ شیخ زید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی کے زیر اہتمام سیرت کانفرنس میں پڑھا گیا۔ (مؤرخہ ۱۶؍مئی ۲۰۰۲ء)

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

''اگر تم ہمارے بندے پر نازل شدہ قرآن کے بارے میں شک میں مبتلا ہو، تو اس جیسی کوئی ایک سورت ہی بنا لاؤ، اور اللہ کے سوا تمہارے جتنے حمایتی ہیں، ان سب کو بلا لو، اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔'' دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرَاهُ، قُلۡ فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ﴾ (یونس:۳۸)

''کیا وہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن وہ خود گھڑ لایا ہے؟ (اگر یہ سچ ہے) تو اس جیسی کوئی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جن کو تم بلا سکتے ہو، بلا لو اگر تم سچے ہو۔''

اس کے ساتھ ساتھ قرآن نے یہ چیلنج بھی دیا:

﴿قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلٰۤى اَنۡ يَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا يَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ وَلَوۡ كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِيۡرًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۸)

''کہہ دیجئے! اگر سارے انس وجن اس قرآن کی مثل بنا لانے کے لئے جمع ہو جائیں، تب بھی وہ اس کی مثل نہیں لا سکتے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔''

۱۴ صدیاں گزر جانے کے باوجود، قرآنِ کریم کا یہ چیلنج تشنۂ جواب ہے، بڑے بڑے فصحاء و بلغا، ادباء وشعرا قرآنِ کریم کی نظیر بنانے سے قاصر رہے، قاصر ہیں اور قاصر رہیں گے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں، انسانی فکر و کاوش کا اس میں دخل نہیں، بلکہ یہ واقعی کلامِ الٰہی ہے جو جبریل امینؑ کے ذریعے سے پیغمبر اسلام کے قلبِ اطہر پر نازل ہوا اور اللہ نے آپ کے سینے میں اسے محفوظ کر دیا:

﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الۡاَمِيۡنُ، عَلٰى قَلۡبِكَ لِتَكُوۡنَ مِنَ الۡمُنۡذِرِيۡنَ، بِلِسَانٍ عَرَبِىٍّ مُّبِيۡنٍ﴾

''اسے روح الامین لے کر نازل ہوا، آپ کے دل پر، تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہو جائیں، واضح عربی زبان میں۔'' (الشعراء:۱۹۳،۱۹۵)

﴿لَا تُحَرِّكۡ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعۡجَلَ بِهٖ، اِنَّ عَلَيۡنَا جَمۡعَهٗ وَقُرۡاٰنَهٗ، فَاِذَا قَرَاۡنٰهُ فَاتَّبِعۡ قُرۡاٰنَهٗ، ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا بَيَانَهٗ﴾ (القیامہ:۱۶ تا ۱۹)

''آپ اس قرآن کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں، اس کا (آپ کے سینے میں) جمع کر دینا اور اس کا پڑھ دینا، ہمارے ذمے ہے۔ پس جب ہم اسے پڑھ لیں، تو آپ اس پڑھنے کی پیروی کریں، پھر اس کا بیان بھی ہمارے ذمے ہے۔''

جب اس قرآنِ مجید کا کلامِ الٰہی ہونا متحقق اور ثابت ہو گیا، تو اس کا ماننا بھی لازم اور ضروری ہو گیا۔

قرآنِ کریم کی حفاظت اور تشریح کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے!

دوسری حقیقت قرآن کریم نے یہ بیان فرمائی کہ اس کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ ہی نے لیا ہے۔ فرمایا

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ﴾ (الحجر:۹) ''اس ذکر کے نازل کرنے والے ہم ہیں اور

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔'' یعنی اس کو دستِ بردِ زمانہ سے بچانا اور لفظی تحریف وتغیر سے محفوظ رکھنا بھی ہمارا کام ہے۔ چنانچہ تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ قرآن کریم جس طرح اُترا تھا، آج تک اسی طرح محفوظ ہے، اس میں کوئی کسی قسم کا تغیر کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ علاوہ ازیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے الذکر (نصیحت) یاددہانی سے تعبیر فرمایا، جس کی بابت دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ (النحل:۴۴)

''اے پیغمبر یہ ذکر ہم نے آپ کی طرف نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے لئے ان چیزوں کو وضاحت سے بیان کریں جو ان کی طرف نازل کی گئی اور تاکہ وہ غور وفکر کریں۔''

اور اس ذکر (نصیحت اور یاددہانی) کی تبیین وتشریح کی بابت بھی اللہ نے فرمایا کہ یہ بھی ہماری ہی سکھلائی اور بتلائی ہوئی ہے:

﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ﴾ (القیامہ:۱۹) ''اس کا بیان بھی ہمارے ذمے ہے۔''

جب یہ قرآنِ مجید اور اس کا بیان (تشریح وتوضیح نبوی) دونوں منجانب اللہ ہیں، تو دونوں ہی کی حفاظت اللہ کے ذمے ہوئی۔ اور یہ بیان کیا ہے؟ نبی ﷺ کی سیرت کے تابندہ نقوش اور آپ کے فرمودات گرامی ہیں جن میں آپ نے اپنے قول یا عمل کے ذریعے سے قرآن مجید کے مجملات کی تفصیل، اسکے عمومات کی تخصیص اور اس کے اطلاقات کی تقیید فرمائی ہے۔ اسی تبیین رسول کو 'حدیث' کہا جاتا ہے۔

قرآن کی تشریح حدیثِ رسول ﷺ بھی محفوظ ہے!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید کے متن کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اس کی تشریح، حدیثِ رسول، کی بھی اس طرح حفاظت فرمائی کہ تکوینی طور پر محدثین کرام اور نقادانِ حدیث کا ایسا عظیم گروہ پیدا فرمایا، جس نے نہایت محنت اور جانکاہی سے ذخیرۂ احادیث کو نہ صرف جمع کیا، بلکہ اس کو جانچنے اور پرکھنے کے ایسے اصول وقواعد وضع کئے، جن میں فن اسماء الرجال اور مصطلحاتِ حدیث، سرفہرست ہیں، کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس محیر العقول فن اور محنت نے مل کر حدیث کی حفاظت کا اہم فریضہ اس طرح انجام دیا کہ اسے مشیتِ الٰہی کے تکوینی انتظام کے علاوہ کسی اور نام سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔

بہرحال یہ موضوع الگ اور بہت تفصیل طلب ہے، یہاں اس کی طرف اشارہ کرنے سے مقصود صرف اس پہلو کی وضاحت کرنا ہے کہ قرآنِ مجید اور اس کی نبوی تشریح وتوضیح ان دونوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے کیونکہ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حدیثِ رسول کے بغیر قرآن کو سمجھا ہی نہیں جاسکتا اور جب سمجھا ہی نہیں جاسکتا تو اس پر عمل کیسے کیا جاسکتا ہے؟

اب اس پر غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں کی حفاظت کس لئے فرمائی ہے؟ محض اس

© rasailojaraid.com

لئے کہ تمام انسان ان میں بیان کردہ باتوں کو تسلیم کریں، ان میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ کریں اور جب یہ بات ثابت ہے کہ واقعی اللہ نے ان کی حفاظت فرمائی ہے تو عقل ومنطق کا تقاضا بھی یہی ہے کہ انسان قرآن وحدیث پر ایمان لائیں اور ان سے انحراف نہ کریں۔

نبوتِ محمدیؐ کے امتیازات

اور جب یہ واقعہ ہے تو اس کی روشنی میں پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی حیثیت اور آپ کی شان واضح اور متعین ہوجاتی ہے اور وہ یہ کہ آپ کی رسالت ونبوت، سابقہ تمام انبیاء و رسل کے مقابلے میں ایک امتیازی حیثیت کی حامل ہے۔

۱۔ پچھلے تمام انبیا ایک محدود علاقے یا مخصوص قوم کے لئے مبعوث ہوتے رہے، اسی لئے ان کے مخاطب صرف ان کی قوم ہی ہوتی تھی۔

۲۔ ان کا زمانۂ نبوت بھی محدود ہوتا تھا، کچھ عرصہ گزر جانے پر ایک نیا نبی اور نیا رسول آجاتا تھا۔

۳۔ جب ان کے مخاطبین بھی مخصوص ہوتے تھے اور ان کا عرصۂ نبوت بھی محدود، تو ان کو جو شریعت ملتی تھی، اس کی تعلیمات میں بھی وسعت و عالم گیریت کی بجائے محدودیت ہوتی تھی۔

(ا) ان کے مقابلے میں پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ عظمتِ شان عطا فرمائی کہ آپ کو کسی مخصوص علاقے یا قوم کے لئے نبی نہیں بنایا، بلکہ آپ کو تمام انسانوں کا ہادی اور رہنما بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا﴾ (سبا:۲۸)

''ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔''

﴿تَبَارَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا﴾ (الفرقان:۱)

''بابرکت ہے وہ ذات جس نے فرقان اپنے بندے پر نازل کی تاکہ وہ جہانوں کو ڈرانیوالا ہو''

اپنے پیغمبر کی زبان مبارک سے کہلوایا:

﴿قُلْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ فَآمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ (الاعراف:۱۵۸)

''کہہ دیجئے، اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں، جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ پس تم اللہ پر اور اس کے رسول نبی اُمی پر ایمان لاؤ، وہ جو اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ۔'' اور نبی ﷺ نے فرمایا:

© rasailojaraid.com

"کان النبی یبعث الی قومہٖ خاصة وبعثت الی الناس عامة"
(صحیح بخاری، کتاب التیمم، حدیث نمبر ۳۳۵)

''پہلے نبی صرف اپنی قوم ہی کی طرف مبعوث ہوتا تھا، اور میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں''

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں: "کان کل نبی یبعث الی قومہٖ خاصة وبعثت الی کل أحمر وأسود" (صحیح مسلم، کتاب المساجد، حدیث ۵۲۱، بہ تحقیق فواد عبدالباقی)

''ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور مجھے ہر احمر واسود کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے''

(۲) آپ کا دوسرا شرف وامتیاز یہ ہے کہ آپ پر نبوت کا خاتمہ فرما دیا گیا ہے، یعنی جس طرح آپ کی بعثت بعثتِ خاصہ نہیں، بلکہ بعثتِ عامہ ہے، اسی طرح آپ کی نبوت کا عرصہ بھی محدود نہیں، بلکہ قیامت تک ہے اور یہ آپ کی بعثتِ عامہ کا لازمی تقاضا ہے۔ قرآن میں اس بات کو یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ (الاحزاب:۴۰)

''محمد (ﷺ) تمہارے مردوں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں''

خاتَم مہر کو کہتے ہیں اور مہر آخری عمل ہی ہوتا ہے یعنی آپ پر نبوت و رسالت کا خاتمہ فرما دیا گیا ہے، آپ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا، وہ نبی نہیں، دجال و کذاب ہوگا۔ احادیث میں اس مضمون کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اس پر پوری امتِ مسلمہ کا اجماع واتفاق ہے۔

جھوٹی نبوتوں پر ایمان رکھنے والے خاتم النّبیین کی بھی ایسی دور از کار تاویل کرکے اسی لفظ سے، جو ختم نبوت پر نص قاطع ہے، سلسلۂ نبوت کے جاری رہنے کا بزعم خویش اثبات کرتے ہیں۔ ان کی یہ تاویل ایسی ہی ہے جس کے متعلق علامہ اقبال نے کہا ہے

ولے تاویل شاں در حیرت انداخت　　　خدا و جبریل و مصطفیٰ را

ان کی یہ رکیک اور بے معنی تاویل حدیثِ رسول سے بھی باطل قرار پاتی ہے۔ نبی ﷺ نے اپنے فرمان میں خاتم النّبیین کے معنی واضح فرما دیئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:

وانه سیکون فی أمتی ثلاثون کذابون، کلهم یزعم أنه نبی وأنا خاتم النبیین، لانبی بعدی　(ترمذی: کتاب الفتن، باب۴۳، حدیث ۲۲۱۹)

''میری اُمت میں ۳۰ (بڑے) کذاب ہوں گے۔ وہ سب کے سب دعویٰ کریں گے کہ وہ نبی ہیں۔ (لیکن یاد رکھو!) میں خاتم النّبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں!''

ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا:

"إن مثلی ومثل الانبیاء من قبلی، کمثل رجل بنی بیتا فأحسنه وأجمله إلا موضع لَبِنَةٍ من زاویة فجعل الناس یطوفون به ویعجبون له ویقولون، هلا

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

وضعت هذه اللبنة؟ قال فأنا اللبنة وأنا خاتم النبيين"
(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النّبیین، حدیث نمبر ۳۵۳۵)

''میری اور مجھ سے پہلے (ہوگزرنے والے) انبیا کی مثال ایسے ہے جیسے ایک آدمی نے ایک گھر بنایا، بڑا خوبصورت اور نہایت جمیل۔ لیکن ایک گوشے میں اس نے ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، پس لوگ آتے اور گھوم پھر کر اسے دیکھتے اور اس پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہتے: یہ اینٹ کی جگہ کیوں خالی چھوڑ دی گئی ہے؟ پس میں ہی وہ اینٹ ہوں (جس سے نبوت کی عمارت کی تکمیل ہوگئی) اور میں خاتم النّبیین ہوں۔''

(۳) آپ کا ایک تیسرا شرف و امتیاز یہ بھی ہے اور یہ آپ پر ختم نبوت کا لازمی تقاضا بھی ہے کہ آپ پر دین اسلام کی تکمیل فرما دی گئی، اور اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا:

﴿اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَرَضِيۡتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا﴾

''آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی۔ اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر پسند کرلیا۔'' (المائدۃ:۳)

اور یہ ایک واضح اور منطقی بات ہے کہ جب آپ کی نبوت کسی مخصوص قوم یا مخصوص علاقے کے لئے نہیں، بلکہ پورے بنی نوع انسان کے لئے ہے، علاوہ ازیں آپ نبوت کے سلسلۃ الذہب کی آخری کڑی ہیں، آپ کے بعد کسی اور نبی نے بھی نہیں آنا تھا، تو آپ کو دین بھی وہ عطا کیا جاتا جو ہر لحاظ سے مکمل ہوتا جس میں عالم گیریت کی شان بھی ہوتی اور اَبدیت کی خوبی بھی۔ الحمدللہ اسلام میں یہ شان اور خوبی ہے۔ اس میں تمام انسانوں کی ہدایت کا سامان ہے، چاہے وہ دنیا کے کسی بھی علاقے میں آباد ہوں اور اس کے اصول بھی ابدی اور ناقابل تغیر ہیں لیکن وہ احوال وحوادث کے تغیرات کے باوجود قابل عمل ہیں، ان میں تبدیلی کی ضرورت نہیں۔

آج بہت سے لوگ کہتے اور سمجھتے ہیں کہ سائنس نے بڑی ترقی کرلی ہے، حالات وظروف میں بڑی تبدیلیاں آ گئی ہیں، اس لئے اسلامی تہذیب واقدار کے مقابلے میں مغربی تہذیب واقدار کو اپنائے بغیر چارہ نہیں۔ یہ ان کی بہت بڑی بھول اور بہت بڑا مغالطہ ہے، حالانکہ تہذیبی اقدار اور تمدنی روایات ایک الگ چیز ہے اور سائنسی ترقی اور تمدنی سہولتوں میں اضافہ، الگ چیز۔ اس سائنسی ترقی اور تمدنی سہولتوں میں اضافے کا تعلق علم وفن اور محنت و جدوجہد سے ہے، اس کا اسلام کے کسی بھی اصول اور ضابطے سے ٹکراؤ نہیں ہے، بلکہ اسلام میں اس کی حوصلہ افزائی اور تائید ہی ملتی ہے۔ ہم اپنی اسلامی تہذیب واقدار پر قائم رہتے ہوئے اور مغرب کی حیاباختہ تہذیب سے دامن کشاں رہ کر، اگر ترقی کرنا چاہیں تو اسی طرح ترقی کرسکتے ہیں جس طرح مغرب نے کی ہے اور مسلسل کررہا ہے۔ ہماری تہذیبی روایات واقدار

© rasailojaraid.com

قطعاً اس میں رکاوٹ نہیں ہیں اور نہ اس میں ہمیں مغربی تہذیب کی نقالی ہی کی کوئی ضرورت ہے، کیونکہ اس حیا باختگی کا کوئی تعلق علم وفن، امانت و دیانت اور محنت و کاوش سے نہیں ہے، جب کہ سائنسی اور مادّی ترقی کیلئے انہی خوبیوں کی ضرورت ہے نہ کہ حیا باختہ تہذیب کو اپنانے کی۔

علامہ اقبالؒ جنہوں نے خود مغرب میں رہ کر ہر چیز کا مشاہدہ کیا تھا، وہ یورپ کی ترقی پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

قوتِ مغرب نہ از چنگ و رباب ... نے ز رقص دخترانِ بے حجاب
نے ز سحر ساحرانِ لالہ رُو است ... نے ز عریاں ساق و نے از قطع مو است
محکمیٔ اُو نہ از لادینی است ... نے فروغش از خط لاطینی است
قوتِ افرنگ از علم و فن است ... از ہمیں آتش چراغش روشن است
حکمت از قطع و برید جامہ نیست ... مانع علم و ہنر عمامہ نیست

اسلام کے سوا اللہ تعالیٰ کے ہاں دین قبول نہیں!

بہرحال میرا موضوع اس وقت یہ نہیں ہے، یہ تو ضمناً...... مقطع میں آ پڑی ہے سخن گسترانہ بات ...... کے طور پر نوکِ زبان پر آ گئی ہے۔ بات یہ ہو رہی تھی کہ جب پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو یہ شرف وامتیاز، یہ شان اور فضیلت عطا کی گئی کہ آپ کو تمام انسانوں کا ہادی و رہنما بنایا گیا، آپ ہی کی نبوت کو قیامت تک باقی رکھا گیا اور آپ کی تعلیمات میں عالم گیریت اور ابدیت یعنی کاملیت کو سمو دیا گیا ہے، تو یہ سارا اہتمام اسی بات کو واضح کرتا ہے کہ قیامت تک کے آنے والے انسانوں کے لئے نجات کا کوئی راستہ ہے تو وہ وہی راستہ ہے جسے آپ نے دنیا کے سامنے پیش کیا، اسی دین میں نجات ہے جو قرآن وحدیث میں محفوظ ہے اور انہی تعلیمات کے اپنانے میں ہے جن کے مجموعے کا نام دین اسلام اور اسوۂ حسنہ ہے۔ عقل و منطق کا تقاضا بھی یہی ہے اور خالق کائنات کا اعلان بھی یہی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب میں فرمایا: ﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَاللّٰهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آلِ عمران:۱۹) ''دین تو اللہ کے ہاں اسلام ہی ہے۔'' ......﴿وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدۃ:۳) ''میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطورِ دین کے پسند کرلیا'' ...... ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِيْ الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ (آلِ عمران:۸۵) ''جو اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا، وہ ہرگز مقبول نہیں ہوگا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا''۔ اور نبی آخر الزمان ﷺ نے بھی فرمایا:

''والذی نفس محمد بیده لا یسمع بی أحد من هذه الأمة یهودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بالذی أرسلت به إلا کان من أصحاب النار'' (صحیح مسلم، کتاب

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

الایمان، باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد ﷺ، حدیث نمبر ۱۵۳، بہ تحقیق فواد عبدالباقی)

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، میری اُمت میں سے جس نے بھی میرا نام سنا، وہ یہودی ہو یا نصرانی۔ پھر وہ میری رسالت پر ایمان لائے بغیر ہی مرگیا، تو وہ جہنمیوں میں سے ہوگا۔"

اس حدیث میں اُمت سے مراد، اُمتِ دعوت ہے، یعنی قیامت تک آنے والے انسان۔ کیونکہ آپ تمام انسانوں کے لئے نبی ہیں، اس لئے تمام انسان آپ کی اُمت ہیں لیکن اُمت دعوت، یعنی آپ کی دعوت کی مخاطب اُمت اور یہ قیامت تک آنے والے تمام انسان ہیں، چاہے ان کا تعلق کسی بھی مذہب، نظریہ اور ازم سے ہو۔ یہودی اور عیسائی کا نام تو مثال کے طور پر ہے، ورنہ مراد ہر غیر مسلم ہے۔

علاوہ ازیں یہودی اور نصرانی کا نام لینے میں یہ عظیم حکمت ہے کہ جب یہودی اور نصرانی کہلانے والوں کی نجات بھی رسالتِ محمدیہ کے تسلیم کرلینے ہی میں ہے، تو دوسرے کب مستثنیٰ ہوں گے، حالانکہ یہ دونوں آسمانی مذاہب کے ماننے والے اور آسمانی کتابوں کے حامل ہیں، اسی لئے قرآنِ کریم میں انہیں اہل الکتاب کہا گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ اگر اس قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے جو حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا اور آپ کی رسالت کو تسلیم نہیں کریں گے، تو ان کی بھی نجات ممکن نہیں، کیونکہ نزولِ قرآن کے بعد، پچھلی تمام کتبِ ساویہ منسوخ ہوگئیں اور نبی ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد، سب نبیوں کی نبوتیں ختم ہوگئیں۔ اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا:

"والذی نفس محمد بیده لو بدا لكم موسیٰ فاتبعتموه وتركتمونی لضللتم عن سواء السبيل ولوكان حيا وأدرك نبوتی لاتبعنی"

(رواہ الدارمی بحوالہ مشکوۃ، باب الاعتصام، حدیث ۱۹۴)

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، اگر موسیٰ تمہارے لئے ظاہر ہوجائیں اور تم ان کی پیروی شروع کردو اور مجھے چھوڑ دو، تو تم سیدھے راستے سے بھٹک جاؤ گے۔ اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت پالیتے تو ان کے لئے بھی میری پیروی کے بغیر چارہ نہیں ہوتا۔"

دنیوی فلاح کا ضامن بھی اسلام ہی ہے!

پھر رسالتِ محمدیہ پر ایمان صرف اُخروی نجات ہی کے لئے ضروری نہیں، بلکہ دنیوی خوش حالی کا حصول بھی اس کے بغیر ممکن نہیں۔ اس کی سب سے بڑی دلیل مغرب اور یورپ کا ترقی یافتہ معاشرہ ہے۔ یہ ممالک سائنسی اور مادی ترقی میں بامِ عروج پر پہنچے ہوئے ہیں، وہاں مال و دولت کی فراوانی اور تمدنی سہولتوں کی خوب ارزانی ہے، لیکن وہاں کا انسان حقیقی امن وسکون سے عاری ہے، روح کی سیرابی سے وہ

© rasailojaraid.com

محروم ہے۔ اس تشنگی اور محرومی ایمان نے اسے حیوان اور درندہ صفت بنا دیا ہے۔ چنانچہ امریکہ جیسے انتہائی ترقی یافتہ ملک میں ایک مرتبہ بجلی چلے جانے سے جو قیامت وہاں برپا ہوئی تھی اور جو لوٹ مار مچی تھی، باخبر حلقوں سے وہ مخفی نہیں۔ اور اسی امریکی قیادت میں عالمی اتحاد نے افغانستان میں جس چنگیزیت کا مظاہرہ کیا ہے، وہ تو ابھی کل کی بات بلکہ ہم ہی پر بیتی ہوئی نہایت المناک داستان ہے۔ بقول علامہ اقبالؒ ؎

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزر گاہوں کا | اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا | آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا | زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا!!

اور اس کی وجہ بھی علامہ مرحوم نے بیان فرمائی ہے:

وہ قوم کہ فیضان سماوی سے ہو محروم
حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات

ہمارے ایک اور اسلامی شاعر، ماہر القادری مرحوم نے بھی کہا:

یہ ایجادات کی دھن، بے یقینی کی فراوانی | مبارک؟ اہل مغرب کو نگاہ و دل کی ویرانی
خشیت کی جھلک جن میں نہ ایمان کی چمک جن میں | تو ایسی کوششوں کا صرف حاصل ہے پشیمانی
یہ قزاقی، یہ سفاکی، یہ صیادی، یہ جلادی | اسی کا نام رکھ چھوڑا ہے آئین جہاں بانی
وہ شبنم، آہ۔ جس کے آگ کے شعلے نگہبان ہو | وہ گلہ، ہائے! جس کی بھیڑیے کرتے ہوں چوپانی
تباہی نسل انسانی کی اب دیکھی نہیں جاتی | ضرورت ہے کہ پھر سے عام ہوں افکارِ قرآنی
اسی تہذیب کی شیشہ گری کو ختم کرنا ہے | کہ جس تہذیب میں ہو 'آرٹ' کی معراج، عریانی
بجھا دو! ہاں بجھا دو ہر چراغ محفل عشرت | اُلٹ دو! ہاں اُلٹ دو! ہر بساطِ عیش سامانی

اس کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ مسلمان ممالک بھی چونکہ اپنے مذہب اسلام کو نافذ نہیں کررہے ہیں اور ان میں بھی مغربی قوانین یا ان کا چربہ ہی نافذ ہے، اس لئے وہاں بھی بدامنی اور قتل و غارت گری عام ہے۔ جس کا ایک بدترین نمونہ افسوس کہ ہمارا ملک پاکستان بھی ہے۔ اسلامی ممالک میں صرف سعودی عرب ہے جہاں اسلام کی حدود نافذ ہیں اور اسلام کی کچھ حکمرانی قائم ہے۔ تو وہاں کا معاشرہ امن وسکون کے اعتبار سے پوری دنیا میں ایک مثالی اور نہایت قابل رشک معاشرہ ہے۔

اس کی ایک دوسری مثال افغانستان میں طالبان کا پانچ سالہ دورِ حکومت ہے جس میں غربت وناداری کے باوجود، محض اسلامی حدود کے نفاذ کی برکت سے، مثالی امن قائم رہا۔ اب طالبان کے بعد افغانستان میں پھر وحشت و بربریت کا راج ہے!!

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

اسلامی ممالک کی یہ صورتحال بھی اس بات کے اثبات کے لئے کافی ہے کہ اُخروی نجات ہی نہیں، بلکہ دنیوی سعادت کا مدار بھی محمد رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے نظام کے اپنانے ہی میں ہے، جن اسلامی ممالک نے انہیں اپنایا ہے وہ پرامن معاشرہ قائم کرنے میں کامیاب ہیں اور جو محض سیرت کانفرنسیں منعقد کرانے کی حد تک ہی اسلام کو مانتے اور باقی ہر وقت منافقانہ بلکہ باغیانہ طرزِ عمل اختیار کئے رکھتے ہیں، وہ ہر لحاظ سے ناکام ہیں، وہ سیاسی ابتری کا بھی شکار ہیں اور معاشی بدحالی کا بھی۔ وہ بدانتظامی و بداخلاقی میں بھی مبتلا ہیں اور بدامنی و بےسکونی میں بھی، ذلت و اِدباران کا مقدر بنا ہوا ہے اور دریوزہ گری ان کا شعار!

حالانکہ نبی ﷺ کو جو مقام وفضیلت اور مرتبت وشان عطا کی گئی ہے، اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ امت مسلمہ علمی دلائل سے بھی دنیائے انسانیت کو اسلام کی حقانیت وصداقت کی قائل کرتی اور اپنے عمل سے بھی اسلام کا سچا نمونہ پیش کرکے ہر شعبۂ زندگی میں اسلامی تعلیمات کی برتری اور اسی میں انسانیت کی نجات کے انحصار کو ثابت کرتی۔ اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کا مقام و منصب بھی یہی متعین کیا تھا: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلىٰ النَّاسِ﴾ (البقرہ:۱۴۳) اور ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ (آلِ عمران ۱۱۰) میں اسی مقام و منصب اور اس کے تقاضوں کا بیان وتذکرہ ہے۔ مگر افسوس ع 'مژدہ باد اے مرگ، عیسیٰ ہی بیمار ہے' والی بات ہے۔ ہماری غفلت، بےعملی و بدعملی اور زبوں حالی کا وہی حال ہے جو آج سے تقریباً ایک صدی قبل مولانا حالیؒ نے بیان کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا ؎

یہی حال دنیا میں اس قوم کا ہے | بھنور میں جہاز آکے جس کا گھرا ہے
کنارہ ہے دور اور طوفاں بپا ہے | گماں ہے یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے
نہیں لیتے کروٹ مگر اہل کشتی | پڑے سوتے ہیں، بے خبر اہل کشتی
گھٹا سر پہ ادبار کی چھا رہی ہے | فلاکت سماں اپنا دکھلا رہی ہے
نحوست پس و پیش منڈ لارہی ہے | چپ و راست سے یہ صدا آرہی ہے
کہ کل کون تھے، آج کیا ہوگئے تم | ابھی جاگتے تھے ابھی سوگئے تم
پر اس قوم غافل کی غفلت وہی ہے | تنزل پہ اپنے قناعت وہی ہے
ملے خاک میں پر رعونت وہی ہے | ہوئی صبح اور خوابِ راحت وہی ہے

نہ افسوس انہیں اپنی ذلت پہ ہے کچھ
نہ رشک اور قوموں کی عزت پہ ہے کچھ

بہرحال ضرورت ہے کہ مسلمان اپنا مقام و منصب بھی سمجھیں اور اس ذمے داری کو بھی، جو اس

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

مقام کا لازمی تقاضا ہے۔ بقولِ علامہ اقبالؒ ؎

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کی

علامہ اقبالؒ مزید فرماتے ہیں ؎

ناموس ازل را تو امینی تو امینی! دا رائے جہاں را تو یساری تو یمینی
اے بندۂ خاکی تو زمانی تو زمینی صہبائے یقین درکش و از دیر گماں خیز
از خوابِ گراں، خوابِ گراں، خوابِ گراں خیز
از خوابِ گراں خیز

فریاد ز افرنگ و دل آویزیٔ افرنگ فریاد ز شیرینی و پرویزیٔ افرنگ
عالم ہمہ ویرانہ ز چنگیزیٔ افرنگ معمارِ حرم! باز بہ تعمیر جہاں خیز
از خوابِ گراں، خوابِ گراں، خوابِ گراں خیز
از خوابِ گراں خیز

اہل حدیث دینی مدارس کے منتظمین کے لئے!

محدث کے گذشتہ شمارے (مئی ۲۰۰۲ء) میں 'اہل حدیث کے دینی مدارس وجامعات' کے حوالے سے ایک مضمون شائع کیا گیا تھا۔ جس میں مضمون نگار نے قیامِ پاکستان سے قبل اور بعد میں، اہل حدیث مدارس کا ایک مختصر تعارف پیش کیا تھا۔ اختصار کے پیش نظر بعض مدارس کا اس میں صرف چند سطروں میں تذکرہ ہوسکا اور بعض مدارس کا تذکرہ سرے سے رہ گیا۔ جس کے بارے میں ادارۂ محدث کو مختلف مقامات سے شکایت بھی موصول ہوئی ہے۔

ادارہ کے علم میں اس وقت بھی چند مدارس آئے تھے جن کا اضافہ اس مضمون میں کیا گیا تھا، لیکن اگر ایسے کسی ادارے کا تذکرہ رہ گیا ہے تو وہ دانستہ نہیں۔ ہم نے اس مضمون کے آخر میں بھی 'اہل حدیث خواتین مدارس' کے تذکرے کے لئے ایک مضمون مختص کرنے کا اعلان کیا تھا، اب اس اعلان کے ذریعے ہم رہ جانے والے مدارس کے ذمہ دار حضرات کو مطلع کرتے ہیں کہ وہ اوّلین فرصت میں اپنا مختصر تعارف ہمیں ارسال کریں، تاکہ ان کو جمع کرکے ایک تکمیلی مضمون کی صورت میں انہیں بھی کسی قریبی شمارے میں شائع کیا جاسکے۔ یاد رہے کہ ہمارے پیش نظر خالص دینی تعلیمی ادارے ہی ہیں۔

جو ادارے ریکارڈ کی درستی کیلئے اپنا مختصر تعارف ہمیں ارسال کریں گے، ادارہ 'محدث' ان کا شکر گزار ہوگا۔